حکم و عبر

مولانا سعید الرحمٰن علوی

موجودہ شیعہ ایجی ٹیشن اور اس کا پس منظر

اہلِ سُنّت کے لیے ایک لمحۂ فکریہ!

ہمارے ایک کرم فرما اور معاون و خریدار نے کراچی سے ایک خط بھیجا ہے جس کے ساتھ چند کتابوں کے مختلف صفحات کے فوٹو ارسال کیے ہیں اور اس پر شدید احتجاج کیا ہے کہ ہمارے پیارے نظریاتی ملک میں اس قسم کا لٹریچر چھپ رہا ہے انہوں نے ادارہ کے نگران اعلیٰ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ ذمہ داران مملکت کو اسطرف توجہ دلائی جائے تاکہ اس قسم کا لٹریچر چھپ نہ سکے اور اہل وطن کے ذہن مسموم ہونے سے بچ جائیں۔

جن کتابوں کے فوٹو ارسال کیے گئے ہیں، ان کے نام اور ان کے مصنفین کے نام یہ ہیں۔

- تاریخ اسلام جلد سوم از ثقۃ الاسلام الحاج علامہ محمد بشیر انصاری
- دیوان آشکار معہ اُردو ترجمہ جلد دوم
- بیعت علی مولفہ و مرتبہ محمد وصی خان
- نص خلافت مع خطبہ غدیر مؤلفہ مورخ یگانہ الحاج علامہ السید نجم الحسن قبلہ کرار وی پشاور
- قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول از قلم وکیل آل محمد حجۃ الاسلام مولانا غلام حسین نجفی فاضل عراق
- نفس رسول (جلد دوم) معروف بہ قرآن ناطق (حضرت علی علیہ السلام کی مفصل سوانح عمری)
- کلید مناظرہ مؤلفہ سید برکت علی شاہ صاحب وزیر آبادی

یہ کتابیں لاہور، حیدر آباد سندھ اور کراچی کے مختلف ناشر صاحبان نے چھاپی ہیں اور ان کی اشاعت و تشہیر کا خوب خوب اہتمام کیا ہے۔

ان کتابوں میں کیا ہے؟ جسکی بنا پر ایک مخلص مسلمان کے دل پر چوٹ پڑی اور اسے یہ سر درد ی مول لینا پڑی۔ موقعہ نہیں کہ وہ سب کچھ نقل کیا جائے تاہم چند حوالے ضرور ملاحظہ کریں۔

- عائشہ اور حفصہ نے نبی کریم علیہ السلام کو زہر دینے کا منصوبہ بنایا تاکہ یہ کام کر کے خلافت پر قابض ہو جائیں (مفہوم)
- میں احمد بغیر میم کے (احد) ہوں سن لو کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت مقرر ہے جس میں کسی ملک مقرب اور نبی مکرم کی گنجائش نہیں (سچل سرمست کا مجموعہ کلام جس میں انہوں نے حدیث نبوی کو اپنے اوپر چسپاں کیا اور احمد سے احد بنے)
- حضرت عمرؓ نے ضرب سے حضرت فاطمہؓ کی پسلی توڑ دی، ان کا حمل ساقط ہو گیا
- دس صحابہ کرامؓ آپ کی رحلت کے بعد آپ کی محبت و ارشادات پر قائم رہے
- حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے منکر جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، انہیں نبی کریم اور حضرت علیؓ خود جہنم میں جھونکیں گے۔
- حضرت عمرؓ نے اپنے دیرینہ سیاسی منصوبہ کے تحت خُدا، رسُول، جبریل، قرآن اور دیانت و شرافت کی مخالفت کر کے منصب خلافت پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔
- خلافت مل جانے کے باوجود حضرت ابوبکرؓ کا ضمیر مطمئن نہ تھا کہ ان کو یقین تھا کہ یہ محض حضرت علیؓ کا حق ہے۔
- حضرت عمرؓ فرماتے کہ رسُولِ خدا زندگی کے آخری لمحات میں باطل کی طرف جھک گئے۔
- حضرت عثمانؓ نے اپنی بیوی ام کلثوم کو قتل کیا۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی کے مردہ سے ہم بستری کی
- سب سے بڑا تقیہ باز ابوبکر تھا۔
- سورۂ فرقان کی آیت ۳۰ بتاتی ہے کہ قرآن سے مراد حضرت علی ہیں جو قرآنِ ناطق ہے۔
- بسم اللہ کا پہلا حرف ب ہے اور اس کا نقطہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات ہے۔

ہم نے اپنے محترم کرم فرما کے ارسال کردہ اوراق میں سے چند حوالے ہی دیئے ہیں اور وہ بھی اسطرح کہ پوری دیانت داری سے حاصل مدعا اور مفہوم عرض کر دیا ہے (اصل محفوظ ہیں بوقت ضرورت ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں) اگر سبھی کچھ نقل کریں یا اس انداز کا سارا سرمایہ سامنے لائیں تو بات بہت بڑھ جائے گی۔ اس لیے تفصیلات کو چھوڑ کر ہم سب سے پہلے تو اس کرم فرما کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ان باتوں سے ہمیں مطلع کیا۔ ان کے جذبات بڑے قابل قدر ہیں اگر معاشرہ میں کچھ بھی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں تو شاید جس الجھن کا ہم شکار ہیں، اس سے ہمیں نجات مل جائے۔

امتِ مسلمہ کا المیہ | آج کے دور میں کم از کم ہمارے یہاں امت کا جو المیہ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے

بڑے ہوں یا چھوٹے ، مرد ہوں یا عورتیں ، ضروریاتِ دین ، اعمال و عبادات ، اور بنیادی دینی مسائل تک سے ناواقف ہیں دشمنانِ دینِ اسلام چاہے وہ مدعیانِ نبوت ہوں اور ان کے پیروکار ہوں ، یا منکرین سنت ، دشمنانِ صحابہ و قائلین تحریفِ قرآن ہوں یا کوئی انمیں سے ہر ایک اپنے خود ساختہ اور مزعومہ مذہب و روایات کے معاملہ میں اتنا پختہ ہوتا ہے کہ الامان ـــ ایسے طبقات کا ایک عام بچہ ، اپنی روایات معتقدات وغیرہ کے معاملہ میں اتنا حساس و ہوشیار ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں کے دیندار گھرانوں کے بڑی عمر کے افراد ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

اس فقیر کے شہر کے ایک نامور عالم مولانا ظہور احمد بگوی مرحوم فرماتے تھے کہ غریب سنی "سن من" ہو کر رہ گئے ۔ اس کی وجہ جو ہماری سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ والدین اور اساتذہ جو بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ادارے ہیں وہ خود ہی حقائق سے ناآشنا ہیں تو لوگوں کے

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جسکی چند مثالیں ہم اپنی ان کتابوں سے پیش کرتے ہیں جو ہمارے تدریسی نصاب کا حصہ ہیں ۔ انمیں وہ کتابیں بھی ہیں جو قدیم مدارس میں زیرِ درس ہیں تو وہ کتابیں بھی ہیں جو جدید تعلیم گاہوں میں داخل نصاب ہیں۔

قدیم مدارس میں جو کتب پڑھائی جارہی ہیں انمیں مفید الطالبین اور نفحۃ الیمن تو ادب عربی کی کتابیں ہیں اور مختصر المعانی اور شرح العقائد معانی و کلام (عقائد) کی کتابیں ہیں ۔

مفید الطالبین کے صـ۲۱ پر شیر ، بھیڑیے اور لومڑی کے شکار وغیرہ کا قصہ ہے اور اسمیں لومڑی کو ابامُعَاوِیَۃ لکھا گیا ، ہمارے اساتذہ اسے پڑھاتے ہیں ، طلبہ پڑھتے ہیں اور کوئی نہیں سوچتا کہ دشمنانِ صحابہؓ نے کاتب وحی ، خال المسلمین حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام کس دیدہ دلیری سے ایک عیار و فریبی جانور کے لیے استعمال کیا ؟

نفحۃ الیمن میں ایک حکایت ہے کہ ایک صاحب نے دوسرے کو گندم بھیجی جو پرانی تھی ، جنہیں بھیجی گئی وہ اغلبا دشمنانِ صحابہ کے گروہ سے متعلق تھے انہوں نے واپس کردی ، تو بھیجنے والے نے بار دگر جو گندم بھیجی اسمیں مٹی کی آمیزش تھی ۔ اب سنیں عیار دشمن صحابی نے شکریہ کی رسید میں یہ شعر لکھا

رفضنا ه عتیقا وارتضینا به ۔ اذجاء وهو ابو تراب

ہم نے عتیق کو تو رد کر دیا ۔ اور ابو تراب کو پسند کر لیا

شاعرانہ حرکت دیکھیں کہ گندم کی رسید میں اپنی بد باطنی اور خرابی عقیدہ کا کس طرح ذکر کر دیا کہ عتیق جو لقب ہے خلیفہ بلافصل سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ، اسکو لکھ کر کہا کہ ہم نے انہیں رد کر دیا اور

ابوتراب جو کنیت ہے خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، اس کا ذکر کرکے کہا کہ ہم نے اسے پسند کرلیا۔

مختصر المعانی میں احوال المسند الیہ ص ۵۷ پر ایک مثال ذکر کی گئی رکب علی وھو ب معاویۃ ہے اور بقول مصنف معاویۃ میں عوایۃ الکلب کا مفہوم ہے۔ یہ مثال نہایت درجہ گستاخانہ اور ظالمانہ ہے چنانچہ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختصر المعانی کے دشمن صحابہ مؤلف تفتازانی پر اپنے حاشیہ میں سخت تنقید کی اور اس حرکت کو سخت گستاخانہ قرار دیا حتیٰ کہ لکھا کہ اگر معاویہ سے کوئی عام فرد بھی مراد ہے تب بھی یہ مثال موہم گستاخی ہے جس سے بچنا لازم ہے۔

اور اب سنیں کلام و عقائد کی کتاب شرح عقائد کا معاملہ جس کے مؤلف یہی تفتازانی ہیں، ان سطور کے راقم نے مولانا مفتی محمود خلد آشیانی سے سنا کہ مجھے شبہ نہیں یقین ہے کہ یہ شخص رافضی ہے اس کی کتاب عقائد کے باب میں زیر درس ہے اور اس میں بقول مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ خالص تاریخی واقعہ کربلا کو عقیدہ کا "واقعہ" بنا کر یزید اس کے "اعوان و انصار" پر لعنت و تبرا کیا گیا حالانکہ لعنت کا معاملہ آسان نہیں حدیث میں اس کے انجام سے ڈرایا گیا۔

یہ تو حال تھا درس نظامی کی کتب کا، اب سنیں حال ان مدارس کا جو جدید کہلاتے ہیں۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن نیم سرکاری ادارہ ہے سنی طلبا، برائے جماعت نہم کے لیے اسلامیات لازمی نامی کتاب اس فاؤنڈیشن نے چھاپی ص۱۰۲ سے ص۱۰۵ تک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے لیکن دامادی رسول اور ذوالنورین کا محترم لقب ندارد۔ جبکہ اسی کتاب کے ص۱۰۶، ص۱۰۷ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر میں دامادی رسول وغیرہ سب باتوں کا ذکر ہے۔

شیخ نیاز احمد ناشر لاہور کا ادارہ سکہ بند دشمن صحابہ کا ادارہ ہے، چوتھی جماعت کے لیے معاشرتی علوم اس ادارہ سے چھپی دو ڈاکٹر عبدالعزیز اور سعید الدین احمد نے اسے مرتب کیا ص۱۷ تا ص۳۴ پر اصحاب ثلاثہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تذکرے ہیں لیکن ان میں سے دو اول الذکر کے خسر نبی ہونے اور تیسرے کے داماد رسول ہونے کا اشارہ تک نہیں جبکہ ص۳۵ پر حضرت علی کو علیہ السلام لکھ کر ان کی دامادی کا ذکر کیا۔ حضرت فاطمہ "علیہا السلام" کے شوہر ہونے کی حیثیت بتائی اور حضرات حسن و حسین "علیہما السلام" کے والد ہونے تک کا اظہار و ذکر کیا۔

ایک ایرانی ادیب سعید نفیسی کا مضمون منشی فاضل کے نصاب میں داخل ہے۔ عنوان ہے "طاق کسریٰ پس از ہزار سال" اس میں اس دشمن صحابہ نے جس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین و تحقیر کی اسکا ذکر

مشتمل ہے۔

مصر کے رسوائے زمانہ ملحد ادیب طٰہٰ حسین کی کتاب الوعد الحق ہے (اسکا اردو ترجمہ معراج محمد بارق نام کے کسی صاحب نے "خدائی وعدہ" کے عنوان سے کیا اور اسے چھاپا کراچی کے مشہور ادارہ نور محمد اصح المطابع نے جسکا کچھ حصہ بی۔اے کے عربی نصاب میں یہ شامل ہے صحابی بن صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کاندھے پر تلوار رکھ کر خلیفہ ثالث و راشد ذوالنورین مکرم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کافر ہو کر مرنے کا ذکر ہے۔

اور اب آیئے امامیہ حضرات کی دینیات کیطرف۔اسمیں انہوں نے اپنے اختلافی عقائد کو جس بیباکی اور عزم وجزم کے ساتھ بیان کیا ہے اس کے لیے درج ذیل تین حوالے کافی ہیں۔

ا — "نبی کے بعد بارہ اماموں نے دین کو باقی رکھا۔ بارہویں امام پردۂ غیب میں ہیں بارہ اماموں کا رسول اکرمؐ نے بتایا اور ہم نے انہیں معجزات کے ذریعہ پہچانا چودہ معصومین میں بارہ امام اور حضرت محمدؐ و حضرت فاطمہؓ شامل ہیں۔ جبکہ پنجتن پاک حضرت محمدؐ، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ ہیں۔خمس کے دو حصوں میں ایک حصہ امام علیہ السلام کا ہوتا ہے۔رسول یا امام کی اجازت سے لڑی جانے والی لڑائی جہاد ہے"

(امامیہ دینیات درجہ اول ادارہ تنظیم المکاتب پاکستان کراچی)

۲— "اصول دین پانچ ہیں توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت، ان کے ماننے سے آدمی مومن ہوتا ہے۔نبوت و امامت کے ذریعہ اعمال بجالانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

امام کے لیے معصوم ہونا ایسے ہی ضروری ہے جیسے نبی کے لیے معصوم ہونا ضروری ہے۔ امام بھی نبی کی طرح بچپن ہی سے ہر بات کے عالم ہوتے ہیں، امام بارہ ہیں انہیں اللہ نے ہمارے رسول کا خلیفہ بنایا اور یہی شریعت کے محافظ مقرر ہوئے ہیں۔بارہوں امام آخری امام ہیں وہ زندہ ہیں۔اور غیب، ان کے زمانہ غیبت میں ہمارے علماء امام غیب کی نیابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور اماموں کو معجزوں سے نوازا۔قرآن کا علم صرف نبی اور اہل بیت کے پاس ہے۔عزاداری حسین کا سلسلہ ہمارے اللہ نے شروع کیا اسمیں مجلس، ماتم جلوس وغیرہ سبھی شامل ہیں۔خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں زیادہ ثواب ہے شیعہ حضرات کربلا کی مٹی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔" (امامیہ دینیات درجہ دوم)

۳— چھٹے امام جعفر صادق اور بہلول کے مقابلہ میں فرضی قصوں کی بنا پر امام الائمہ حضرت امام

ابوحنیفہؒ کی تحقیر و توہین۔ حضور علیہ السلام نے نام بنام بارہ خلیفوں کا ذکر کیا مشہور حدیث انی تارك فیکم الثقلین میں تحریف کر کے سنتی کی جگہ عترتی کیا گیا اور پڑھایا گیا حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کے حق میں قرآن کی بہت سی آیات، بہت سی احادیث اور بہت سے تاریخی واقعات ہیں، حضور علیہ السلام خود انہیں اپنی زندگی میں خلیفہ بنا گئے۔ جو علیؓ کو خلیفہ بلافصل مانے گا وہی اللہ کا دوست ہوگا۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ میں بارہویں امام کی دلیل ہے اور قرآن کا حکم کہ صادقین کا ساتھ دو یہ بھی اسی کی دلیل ہے حدیث میں بھی دلیل ہے کہ جو امام زماں کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرگیا۔ تقیہ کا حکم مذہب میں ہے۔ اس سے خدا اور رسول خوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا تقیہ کی مخالفت یا اس کا مذاق اڑانا اللہ اور رسول کی مخالفت ہے۔"

(امامیہ دینیات درجہ پنجم)

یہ حوالے ہم نے محض اس لیے دیئے ہیں کہ اندازہ ہو سکے کہ امامیہ حضرات کو اپنے اعتقادات و افکار کے معاملہ میں کتنا اعتماد و وثوق ہے اور وہ کس طرح اپنی نئی نسل میں پختگی پیدا کرنے کی غرض سے اس کا اہتمام کرتے ہیں، اور ساتھ ہی اپنا حال سامنے رکھیں۔

دیکھ کعبے میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ — بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

اسکے بالمقابل ہماری جو تعلیم ہے اور ہمارا جو انداز تربیت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، والدین و اساتذہ خود حقائق سے ناآشنا حتیٰ کہ مساجد کے ائمہ و خطباء کی اکثریت حقیقت ناشناس، جسکا ایک موٹا سا ثبوت یہ ہے کہ ابتدائے محرم سے مسجد سے امام باڑہ تک، جو تقریریں ہوتی ہیں، ان کا انداز اور ٹون ایک ہی جیسی ہوتی ہے اور خرافاتی روایات سنا سنا کر عوام کے ذہن مسموم کیے جاتے ہیں۔ ان ایام میں ریڈیو اور ٹی۔ وی کا عملہ نیز اخبارات کے مالکان اور کالم نویس سبھی کے سبھی ایک "ذاکر" کا روپ دھار چکے ہوتے ہیں۔

خوش قسمتی ہے ان لوگوں کے جو سبائی مجوسی فکر کے علمبردار ہیں کہ غیر شعوری طور پر ان کا کام برادران اہلسنت کرتے ہیں۔

جماعتی نظم اس صورت حال کے نتیجہ میں مخالفین و اعداء اسلام میں جسطرح کی جماعت بندی اور نظم پیدا ہو جاتا ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ اس کی ایک مثال ہمارے یہاں کی قادیانی جماعت ہے۔ اس جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد صاحب ۱۹۰۸ء میں اس دُنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کے پہلے نائب حکیم نورالدین صاحب کی وفات ۱۹۱۴ء کے بعد قادیانی و لاہوری کے نام سے ایک تقسیم کی صورت

حادثاتی طور پر سامنے آگئی لیکن اس کے باوجود جب کبھی اس جماعت کو کسی مشکل کا شکار ہونا پڑا تو ربوہ سے لے کر لاہور تک سب شانہ بشانہ نظر آئے جسکی مثال ۷۴ء ۱۹ کی تحریک ختم نبوت ہے کہ مرزا ناصر احمد آنجہانی سے لیکر مولوی صدرالدین تک سبھی کے سبھی قومی اسمبلی کی عمارت میں کھڑے ایک ہی انداز سے اپنا دفاع کر رہے تھے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب کے پوتے اور موجودہ سربراہ جماعت مرزا طاہر احمد انگلینڈ پہنچے۔ مشاورت کر کے اپنا مرکز ربوہ کے بجائے وہاں بنانے کا عزم کیا تو دنیا بھر کے مرزائی اس طرف متوجہ ہو گئے اور چند ماہ بعد انہوں نے انگلینڈ میں اپنے جلسہ سالانہ (جو ان کے یہاں حج جیسا مقدس اجتماع ہے۔ عیاذاً باللہ) کا ربوہ کے بجائے اہتمام کیا تو پاکستان سے افریقہ تک ہر جگہ کے قادیانی بھاری بھرکم اخراجات برداشت کر کے وہاں پہنچے اور اپنی نظم و اجتماعیت کا مظاہرہ کیا اس کے برعکس ہمارے یہاں ۷۴ء ۱۹ کی مجلس عمل کے سیکرٹری ہر ایک سے راضی ہیں لیکن وہ دشمن دین سمجھتا ہے تو مولانا رشید احمد گنگوہی سے لیکر مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا خان محمد تک کو جنہوں نے اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے کھپادیں انہیں علامہ انور شاہ پسند نہیں، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ گوارا نہیں یہی حال مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اسلم قریشی کے اغوا کے بعد بننے والی مجلس عمل کے سیکرٹری کا ہے اس نے ابتداء میں تو مجلس عمل کے بعض پروگراموں میں شرکت کی لیکن پھر کراچی کے سمندر سے جو ٹُورانی لہر اٹھی تو بیچارے سیکرٹری صاحب دبک کر بیٹھ گئے اور "تقدیس حرمین کانفرنس لندن" کی شرکت و شمولیت کے بعد تو انہوں نے اپنے سابقہ رفقاء سے ہاتھ ملانا بھی ترک کر دیا۔

ایسے ہی آپ دشمنانِ صحابہ و قائلین تحریف قرآن کی جماعتی حیثیت ملاحظہ فرمائیں۔ انہیں فقہ جعفریہ کا بھوت سوار ہے اور اس سلسلہ میں وہ یکزبان و یک قدم ہو کر چل رہے ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ پاکستان کی عظیم اکثریت حنفی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضرت الامام الشاہ ولی اللہ الدھلوی قدس سرہ سے علمی و روحانی روابط رکھنے والے حقیقی احناف و خدام فقہ حنفی نے شاہ صاحب کی طرح توسّع کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیشہ قرآن و سنت کی بات کی۔ محترم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے البتہ ایک موقعہ پر فقہ حنفی کے اجراء و تنفیذ کی بات کی۔ اور پھر جب ضیاء الحق صاحب نے سعودی حکومت کے مشیر ڈاکٹر معروف دوالیبی کو یہاں مشاورت کے لیے بلایا تو اس سے چڑ کر ایک طبقہ نے سنی کانفرنسوں کا جال بچھادیا اور ملتان سے ابتدا کر کے الٹی میٹم کے سے انداز میں کہا کہ یہاں بس دو ہی فقہ ہیں، حنفی، جعفری۔ اس سے فقہ جعفری کا لقمہ ان کے منہ میں پڑا جو حضرت جعفر صادق کو چھٹا معصوم امام ماننے کے باوصف ان کی فقہ سے ناواقف تھے یا اس کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے۔ اب جو یہ دھرچا تو اسلام آباد

میں سیکرٹریٹ کے گھیراؤ سے لیکر ۶ جولائی ۸۵ کے واقعہ وسانحہ کوئٹہ تک بات پہنچی

۱۹۸۰ کے پہلے علما کنونشن سے ایک دن قبل ایک خصوصی میٹنگ میں اخبارات کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے صدر صاحب سے زکوٰۃ آرڈیننس کی واپسی کی ہاتھ جوڑ کر درخواست کی بصورت دیگر اعتقادی وفکری ارتداد کا راستہ کھلنے کا خدشہ ظاہر کیا۔ نہ صرف وہ خدشہ پورا ہوا بلکہ اس پر ایک سیاسی تحریک بپا ہوگئی جسے ایرانی انقلاب نے ادرشہ دی۔ اسلام آباد سیکرٹریٹ کا گھیراؤ ہوا۔ معاملہ شدید تھا لیکن حکومت نے زیادہ توجہ نہ دی اور فقہ جعفری کے علمبردار رہنماؤں کو اسلام آباد جہازوں کے ذریعہ بلا بلا کر اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں ٹھہرا ٹھہرا کر اور سر پر چڑھا لیا۔ حتیٰ کہ موجودہ منتخب حکومت (؟) کے سربراہ محترم جونیجو صاحب نے بھی تجدید عہد کر کے مروت و شرافت کے علمبرداروں میں نام لکھوالیا اور یہ نہ سوچا کہ مروت و شرافت کا ہر ایک مستحق نہیں ہوتا۔

سانحہ کوئٹہ کی شدت ایسی تھی کہ سینٹ کے اجلاس میں وزیر داخلہ کو بہت سی ناگفتنی کہنا پڑیں۔ انہوں نے ۲۲ آدمیوں کے مرنے اور کئی کے زخمی ہونے کے ساتھ اعتراف کیا کہ اسمیں غیر ملکی (؟) ہاتھ ہے اور یہ براہ راست حکومت سے ٹکراؤ ہے۔

اس کے بعد سے اب تک اسلحہ نکلنے جیسی جو خبریں آرہی ہیں اور اخبارات کی رپورٹ کے مطابق ایران کی وزارت خارجہ نے ہمارے سفیر کو بلا کر جو احتجاج کیا اس سے کئی گوشے بے نقاب ہوگئے۔ اور وہ منبر جہاں کبھی اتحاد کے مرض کا شکار علماً اثنا عشری حضرات کو بلا کر مشترکہ وعظ کراتے تھے، اب وہ اس تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے خلاف دھواں دھار تقریریں کر رہے ہیں نہ معلوم ان کی اپنی سوچ ہے یا کسی بلند آہنگ کا اشارہ؟ تاہم یہ سب باتیں اس حقیقت کی غماز ہیں کہ اُس کیمپ میں نظم واجتماعیت کی کیا شکل ہے رہ گئے ہم تو سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ ہم چند در چند گروہوں اور ٹکڑیوں کا شکار ہیں اور پھر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے حوالے سے جس کے چیلنج کا اب ہمیں سامنا ہے ہماری کوئی تیاری نہیں۔ تیاری ہو کیسے؟ ہم نے اس مسئلہ کو کبھی مسئلہ نہیں سمجھا۔ ہمیں یہ باور کرایا گیا اور مسلسل یہ بات ہمارے حلقوں سے اتار دی گئی کہ یہ طبقہ امت اسلامیہ اور ملت مسلمہ کا ایسے ہی جز و ہے جیسے باقی اہل اسلام کے مختلف اجزاء۔

ہمارا منصب قضا چھوڑ نا افتا کا بھی نہیں لیکن ہمارے ذہن میں اُلجھن ضرور رہی اور ایسی شدید کہ آج تک ہمیں اطمینان نہیں ہوسکا۔ بہت سے ذی وقار حضرات سے گفتگو ہوئی لیکن ؎

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

والی کیفیت پیدا ہوگئی۔ ایک سوال نے ہمیں مسلسل پریشان کر رکھا ہے کہ معتقدات دینی اور ضروریات

دین کے معاملہ میں جن لوگوں کا رویہ حقیقت ثابتہ سے مختلف ہو انہیں یہ مقام کیونکر دیا جا سکتا ہے کہ انہیں ملت کا حصہ مان لیا جائے ؟

مرزا غلام احمد قادیانی ایک شخص تھے، انہیں مامور من اللہ مانا گیا وحی کا ان کے لیے لزوم ثابت کیا گیا ان کے حق میں آمر و ناھی جیسی اصطلاحات استعمال ہوئیں اور نجات کو ان سے وابستہ کیا گیا ان کے مخالفین کو کافر، بے ایمان، سؤر خنزیر تک کہا گیا تو وہ اور ان کے اتباع کافر و مرتد قرار پائے ـــ اسمیں شک بھی نہیں ـــ لیکن جو طبقہ ایک چھوڑ ۱۲ کی معصومیت، وحی و معجزات اور سبھی کچھ کا قائل ہو وہ پھر بھی جسد ملت کا حصہ؟

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ماضی قریب کے ایک نہایت درجہ ذمہ دار، مستند، سکہ بند اور محتاط عالم ربانی السید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ ساری عمر اسی محاذ پر ان کا جہاد رہا۔ تقریری، تحریری ہر طرح کا۔

ان کا قلمی جہاد بڑا وقیع اور مؤثر تھا جس میں ایک کتاب بنام "کشف الحقائق" ہے جو ان کے دور آخر کی تالیف ہے اور زندگی کا گویا نچوڑ اور حاصل مطالعہ۔ کتابی سائز کے ۵۲۲ صفحات پر باریک قلم کی اس کتاب نے ہمارے ذہن و فکر پر گہرا اثر ڈالا۔ طبیعت کو ایک درجہ طمانیت نصیب ہوئی۔

یہود کی تاریخ پر بخاری صاحب نے گفتگو شروع کی اور صحیفہ فطرت قرآن عزیز اور تاریخ کی روشنی میں

فتنہ سامانی و فساد انگیزی[۱]، نقض عہد[۲]، تحریف[۳] اور اسلام دشمنی[۴]

ان کا قومی کردار بتایا جس کے ارد گرد ان کی تاریخ پھیلتی ہے

اسی قوم کا ایک فرزند عبد اللہ بن سبا آئندہ چل کر اس تحریک کا داعی بنا جو اب ایرانی انقلاب کے بعد ہر جگہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کی بات کرتی ہے۔ اس تحریک سے اسلام کا انگ انگ زخمی ہے اور فتح ایران کے بعد جب مجوسی ذہن اس سبائی ذہن سے ملا تو اس دو آتشہ نے قیامت ہی بپا کر دی اور اب تک کر رہی ہے سیاسی محاذ سے قطع نظر مذہبی محاذ پر گفتگو کریں تو

توحید باری تعالیٰ پر حملہ ۔ تحریف قرآن

تحریف نبوت (مسئلہ امامت) اور رسالت و صحابیت

حتیٰ کہ خود اپنے ممدوحین سیدنا علی اور ان کے خاندان کی تنقیص و توہین اور ان پر افتراء و بہتان کی شکل میں اس سیاسی تحریک کے چار ستون سامنے آتے ہیں۔ تفصیل بہت طویل ہے لیکن محض نمونہ کے طور پر چند سطر دیکھ لیں۔

پانچویں امام (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ تعالیٰ) کے حوالہ سے روایت ہے" رجال کشی نے نقل کیا

کہ عبداللہ بن سبا مدعی نبوت تھا اور حضرت علی رضی کے متعلق خیال کرتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہیں۔
قرآن معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا (اساس الاصول ص۹ بحوالہ مقدمہ آیات خلافت ص۵۶)
اور اصول کافی جیسی مسلمہ کتاب کے ص۶۷۱ پر ہے (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ) کہ حضرت علی رضؓ
نے اصلی شکل میں قرآن جمع کر کے لوگوں کو بتایا تو انہوں نے پرواہ نہ کی۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔
واللہ ماترونه بعد یومکم هذا ابدا
بخدا آج کے بعد تم اسے نہ دیکھو گے
جلاء العیون ص۹۶/۹۷ کے بقول اسمیں حضرت علیؓ اور ان کے بیٹوں کی خلافت کا صریح ذکر تھا۔
امامت (جو عقائد کا اہم مسئلہ ہے) ایک مخفی راز ہے اللہ نے پوشیدہ طور پر جبریلؑ سے انہوں
نے حضرت محمدؐ سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے بیان کیا (اصول کافی ص۴۸۷ باب الکتمان)
(امامت کا یہ حال ہے کہ) اللہ نے چاند کو پیدا کیا تو اس پر لکھدیا لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ علی امیر المؤمنین (احتجاج طبرسی ص۲۳)

اور پہلے اس سلسلہ میں آچکا کہ یہ سب ان حضرات کے نزدیک کتنا اہم ہے) حتیٰ کہ اس کے لیے عصمت مطلقہ، اطاعت مطلقہ ضروری ہے، اور ائمہ کو جمیع انبیاء حتیٰ کہ نبی علیہ السلام پر برتری حاصل ہے رہ گیا حضرت علی رضؓ وغیرہ کا حلیہ اور تصویر تو ان حضرات کی کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے خاندان سے بڑھکر بزدل کوئی پیدا نہیں ہوا (معاذاللہ)

متحدہ ہندوستان کے معروف عالم مولانا محمد عبدالشکور لکھنوی نے جس دقت نظر اور محنت و کاوش سے اس تحریک کو پڑھا سمجھا ان کا قدیم جدید لٹریچر فراہم کیا۔ اس کا سبھی کو اعتراف ہے
انہوں نے جب چھان پھٹک کی تو انہوں نے لکھا کہ ان حضرات کی کتب میں قرآن عزیز کی پانچ طرح کی تحریف کا ثبوت ہے۔
کمی بیشی۔ تبدیل الفاظ۔ تبدیل حروف۔ خرابی ترتیب اور سورتوں، آیتوں کلمات تک کی ترتیب میں بگاڑ۔
تو وہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ باقی وجوہات کو چھوڑ کر یہی وجہ کافی ہے کہ اس طبقہ کا ملت سے کوئی تعلق نہ ہو اور ایسا ہی ہے پھر ان کی تائید کی ایسے ایسے جبال علم اور محتاط و متدین حضرات نے کہ ان سے زیادہ مخلص اور سچے لوگوں پر اپنے دور میں سورج طلوع نہیں ہوا۔
سید محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا مفتی کفایت اللہ۔ مولانا مرتضیٰ احسن چاندپوری،

مفتی ریاض الدین، سید اصغر حسین، مولانا رسول خان سابق شیخ الجامعہ جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا خلیل احمد مہاجر مدینہ (شیخ حضرت مولانا محمد زکریاؒ) مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری، مولانا عبدالعزیز گوجرانوالہ۔ مولانا عبدالرحمٰن بہیودی (حضرو۔ چھچھ) مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا انوار الحق امروہوی، مولانا منظور نعمانی۔ مولانا مسعود احمد مفتی دیوبند، مولانا ظہور احمد بہاری مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ۔

اور انہوں نے اپنی تائید میں امام ابن حزم ظاہری۔ قاضی عیاض صاحب شفاءؒ، علامہ بحر العلوم لکھنوی۔ ملا علی قاری۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب احسن الفتاوی، امام ابن تیمیہ وغیرہ کے ایسے ایسے خوفناک اقوال نقل کیے کہ ہم جیسے کمزور لوگ انہیں نقل بھی کر سکتے۔

(جو حضرات اس کو حاصل کرنا چاہیں وہ پاکستان سنی کونسل کراچی یا سنی سنٹر اچھرہ لاہور سے رجوع کریں محض دیکھنے کی حد تک ہمارے پاس بھی کاپی موجود ہے۔ دیکھی جا سکتی ہے)

تقسیم ملک کے بعد پاکستان چھوڑ ہندوستان میں بھی مولانا عبدالشکور کی ٹکر کا آدمی سامنے نہ آیا ہاں بعض اداروں اور مجالس نے کسی حد تک کام کیا اور کر رہے ہیں لیکن جس نظم و اجتماعیت کا رونا ہے وہ اپنی جگہ ہے۔

تقسیم سے قبل ایک درد دل رکھنے والے زمیندار سردار احمد خان ہشانی مرحوم نے ملک بھر کے ذمہ دار اہل علم وفضل کے مشورہ سے "تنظیم اہلسنت" کے نام سے ایک تنظیم کا اہتمام کیا جس کے سٹیج پر سید نور الحسن بخاری اور قریشی دوست محمد مرحومین کے بعد اب مولانا عبدالستار تونسوی جیسے بزرگ سرگرم عمل ہیں اور بڑے خلوص و محنت سے، باوجودیکہ احباب و رفقاء کی بڑی کمی ہے۔

سردار صاحب کے ذہن میں تنظیم کا جو تصور تھا وہ جب بھی مفقود تھا اب بھی مفقود ہے، بقول سید نور الحسن مرحوم اس ادارہ نے تبلیغی کام تو بہت کیا لیکن تنظیم چیزے دیگر است۔

اب اس ادارہ کے سربراہ مولانا تونسوی اس طبقہ کے لٹریچر و افکار پر گہری نظر رکھنے والے، نہایت مخلص خوددار، بہادر اور باہمت انسان ہیں جبکہ پنجاب کے نئے ضلع چکوال میں مقیم ایک بزرگ مولانا قاضی مظہر حسین اس محاذ پر تبلیغی و تحریری طور پر بہت ہی بے جگری، ہمت اور قوت و اخلاص سے کام کر رہے ہیں ان ہر دو حضرات کی قیادت میں کچھ مخلصین ضرور ہیں لیکن یہ خواہش کہ اہل سنت اپنے ملی ورثہ و روایات کے تحفظ کے لیے کمر ہمت باندھ کر صحیح تنظیمی اسپرٹ کا مظاہرہ کریں۔ ابھی ایک خواہش ہی ہے۔

لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا

ادھر کراچی اور لاہور میں عوام کے دائرہ سے چند درد مند مخلص اور صحیح شعور رکھنے والے حضرات پاکستان سنی کونسل اور سنی سنٹر کے نام سے مصروف ہیں جن کے کام سے بہر طور فائدہ ہو رہا ہے، افراد کی حد تک مولانا

محمد اسحق سندیلوی مقیم کراچی جیسے حضرات ہزار درجہ لائق شریک ہیں۔
رب العزت، ان تمام حضرات کے قلوب میں اسلامی محبت والفت ڈال دیں اور قافلہ کی شکل اختیار کریں تو انشاءاللہ تعالیٰ میدان کارنگ اور ہی ہوجائیگا۔
اس سردردی سے قطع نظر، مسئلہ اس وقت نفاذ فقہ جعفریہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اسکی بنیاد "زکوٰۃ آرڈیننس" سے پڑی جس کے فی نفسہ فوائد اب تک برائے نام بھی ظاہر نہیں ہوئے۔
اگر اسلام کا نفاذ من حیث المجموع ہو اور ہر کام دیانت واخلاص سے کیا جائے تو ہمارے ملک میں اکٹھی ہونے والی زکوٰۃ سے یہاں غربت وافلاس ختم ہوکر رہ جائے لیکن بھکاریوں کی فوجیں جوں کی توں ہیں ۲۰/۴۰ روپے ماہانہ زکوٰۃ کے ذریعہ مساکین وغربا کا مذاق اپنی جگہ ہے اور فکری ارتداد کا راستہ کھلنے کے بعد اب ایجی ٹیشن کی سیاست مذہب کے نام پر اپنا رنگ لا رہی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ملکوں اور قوموں کی بقا وحدت قانون میں ہے لیکن تنہا ہمارا ملک پہلا ملک ہے جہاں حکمرانوں نے قانون ومالیات کی تقسیم کا دروازہ خود کھولا اور اب وہ جہاں خود الجھن واضطراب کا شکار ہیں وہاں اہل وطن بھی بے چینی کی زندگی میں مبتلا ہیں۔
ہمارے سامنے اس وقت انگلینڈ، آئرلینڈ، اسپین، پرتگال، یونان، سویڈن، کولمبیا، ارجنٹائن، ناروے، افغانستان اور ایران کے دساتیر کے متعلقہ حصے موجود ہیں۔ ہم طوالت سے بچنے کی غرض سے بعض ایران کے دستور وآئین کا متعلقہ حصہ نقل کر رہے ہیں تاکہ ایرانی شہ پر ایجی ٹیشن کرنے والے مذہبی ایجی ٹیٹر اسکا کوئی معقول جواب فراہم کر سکیں اور لیبیا پوتی سے باغباں اور صیاد دونوں ہی کو خوش رکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا حکمراں بھی عقل کے ناخن لے سکیں۔

> ایران کے آئین کی دفعہ ۱۳ کے مطابق ایران کا سرکاری مذہب دین اسلام (؟) ہے اور مذہب جعفری، کیونکہ مسلمانان ایران کی اکثریت کا یہ مذہب ہے اور دوسرے اسلامی مذاہب زیدی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی بھی معتبر اور محترم ہیں۔ وہ علاقے جہاں ان مذاہب کے پیروؤں کی اکثریت ہے وہاں کے مقامی معاملات شورائی اختیارات کی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے مذہب کے مطابق ہوں گے لیکن احوال شخصیہ تعلیم اور دینی تربیت میں ہر مسلمان ایران کے ہر علاقے میں اپنے اسلامی مذہب کے مطابق عمل پیرا ہوگا۔

یہ ہے اس ایران کے آئین کا متعلقہ حصہ، جسمیں انقلاب لانے کا سہرا خمینی صاحب کے سر ہے، جن کے پیروکار یہ فریب کھیلتے اور دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ شیعہ سنی کی بات نہیں کرتے محض اسلام کی بات کرتے

ہیں لیکن ان کے آئین کو آپ دیکھ لیں کس طرح "جعفریت" کی بالا دستی اکثریت کی بنا پر کی گئی ہے۔

اور اسی ایک آئینی شق پر منحصر نہیں وہ اول آخر اسی مسلک کے پیروکار ہیں انہوں نے اپنی کتابوں ولایۃ الفقیہ اور کشف الاسرار میں وہی کچھ لکھا جو سب شیعہ زعما لکھتے ہیں مثلاً امامت کے سلسلہ میں رسُول کی طرح نامزدگی نبی کی طرح معصومیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا کہ

ان کا درجہ رسُول اللہ کے برابر اور دوسرے سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ جس ایران میں سنی حضرات کم از کم ۳۵ فیصد ہیں وہاں تو "مذہب جعفری" اور جس پاکستان میں شیعہ بمشکل ۲ فیصد ہیں وہاں یہ ہنگامہ آرائی کیوں؟

افسوس یہ ہے کہ برادران اہلسنت نے یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود اتحاد کی رٹ لگا رکھی ہے جسکا ایک ثبوت وہ ۶۴ صفحات کا رسالہ ہے جسے مولانا صدر الدین الرفاعی المجددی (کاش موصوف نے حضرت مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات ہی کو سامنے رکھا ہوتا) خطیب مدنی جامع مسجد سٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی" نے اپنے کتب خانہ "تعمیری کتب خانہ راولپنڈی" سے شائع کیا۔ اس کے سرورق پر سب سے پہلے تو آیت قرآنی ہے

اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ۔ دین کو قائم کرو اور اسمیں پھوٹ نہ ڈالو

پھر اسکا عنوان ہے

دستور علی علیہ السلام (گویا وہی مخصوص اصطلاح)

تمام دنیا کے مسلمانوں کو متحد کرنے کے لیے" نیچے جو کھٹر میں ہے۔"

ایک شیعہ بھائی ڈاکٹر سید صادق نقوی نہرانی کے قلم سے حضرت علی رض کے حقیقی سنی اور چاروں خلفا راشدین کے برحق خلیفہ رسُول ہونے کا مکمل و مدلل ثبوت۔

مولانا صدر الدین جماعت اسلامی کے قدیم رفقا میں سے ہیں اب جماعتی تعلق نہیں ہم ان کے خلوص پر شبہ کیے بغیر یہ عرض کریں گے کہ مخصوص معروضی حالات میں کسی شیعہ کا اپنے مخصوص مذہبی اصول "تقیہ" کی بنا پر کسی ایسی چیز کا لکھنا کوئی مدار نہیں۔ اس قسم کے شوشے برادران اہلسنت کو سلانے کی غرض سے چھوڑے ہی جاتے ہیں ۔ اللہ کے لیے دشمنوں کے ان ہتھکنڈوں کو سمجھیں۔ اور اس معاملہ میں مشہور بیدار مغز اور صاحب صلاح و تقویٰ مصری بزرگ السید محب الدین الخطیب کا وہ رسالہ سامنے رکھیں جس کا محترم مولوی ہدایت اللہ ندوی نے "شیعہ سنی اتحاد" کے نام سے ترجمہ کیا خطیب مرحوم نے یہ رسالہ اس وقت لکھا جب مصر میں اسی قسم کی دعوت کا چرچا ہوا حتیٰ کہ الازہر کے شیوخ نے اس ضمن میں ایک پروگرام مرتب کیا۔ مرحوم نے اسکا تجزیہ کیا، تسلیم کیا کہ اتحاد بڑی اچھی شے ہے لیکن جب اساسی اور بنیادی اختلافات ہوں تو پھر کیا کیا جائے؟

انہوں نے کہا

شیعہ حضرات کو اہل سنت سے سب سے بڑا شکوہ یہی ہے کہ شیعہ کی طرح وہ بھی اہل بیت کو معبود اور الٰہ کیوں تسلیم نہیں کرتے اور خلفاء و صحابہؓ کو دل و جان سے کیوں عزیز سمجھتے ہیں؟

گویا موصوف نے چند سطور میں حقیقت واضح کر دی اور فریب خوردہ شاہینوں کو حقیقت شناسی کی طرف متوجہ کیا۔ اور سمجھانا چاہا کہ کس طرح تمہیں دام میں پھنسا کر تمہاری متاع روحانی کو غارت کرنے کے لیے راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

کہنے سے مقصد یہ ہے کہ مصنوعی بہروپ دھار کر جو اتحاد کیے جائیں گے، یا جن اتحادوں کی پشت پر کوئی مثبت سوچ نہ ہوگی بلکہ محض منفی سوچ یا مطلب برآری ہوگی وہ کے دن چلے گا۔

جگنو فرنٹ سے لیکر قومی اتحاد بلکہ موجودہ ایم۔ آر۔ ڈی تک میں دیدہ بینا کے لیے بڑا ہی عبرت کا سامان ہے اور جہاں افکار و نظریات کے حوالہ سے اساسی اختلاف ہو وہاں کیا بنے گا؟

فقہ جعفریہ ہے کیا؟ اس پر تفصیل سے گفتگو کا وقت نہیں مولانا اللہ یار خان مرحوم و مغفور کے تربیت یافتہ محب گرامی امان اللہ خان لک گجرات نے "نفاذ شریعت اور فقہ جعفریہ" کے حوالہ سے جو کتابچہ مرتب کیا اور جس پر انہیں انتظامی اور عدالتی الجھنوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کو پڑھ لیا جائے تو آنکھیں کھل جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ

امام باقر (پانچویں امام) سے قبل امامیہ کو مناسک حج اور حلال و حرام کسی کا پتہ نہیں تھا وہ آئے تو انہوں نے اس مشکل کا حل نکالا (مفہوم اصول کافی)

امام باقر ۱۱۳ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے ان کے بتائے ہوئے مسائل نہ مدون و مرتب تھے نہ کہیں نافذ اور ان کے فرزند چھٹے امام جعفر صادق جن سے یہ نسبت دی جا رہی ہے ان کے زمانے میں بھی کسی فقہ کی تدوین و ترتیب یا اس کے نفاذ کا ثبوت نہیں۔ ثبوت ہے تو اس دور میں فقہ حنفی کی ترتیب و نفاذ کا۔

۳۲۳ھ میں ابو جعفر نے الکافی ۳۸۱ھ میں قمی نے من لا یحضرہ الفقیہ اور ۴۶۵ھ میں محمد بن حسن طوسی نے تہذیب الاحکام اور استبصار مرتب کیں جنمیں حضرت جعفر کا کثرت سے ذکر آیا۔

عباسی دور کے یہ قصے ہیں جبکہ عباسی استحکام سلطنت کے لیے چلے بھنے ایرانیوں سے دوستی و تعلق اور رشتے کا ناطہ رہے تھے اس کے باوجود سقوط بغداد تک اس فقہ کا تنفیذی ثبوت نہیں مصر کی عباسی خلافت

کے خاتمہ ۹۲۳ھ تک ثبوت نہیں ترکانِ آلِ عثمان کی خلافت کے خاتمہ ۱۹۲۴ء تک دور دور پتہ نہیں اور برصغیر میں آخری مغل بادشاہ تک نورجہاں جیسی عورتوں کے عمل دخل کے باوصف کہیں اسکا ثبوت نہیں، تو سوال یہ ہے کہ اب کیا اندرونی راز ہیں جن کی بنا پر یہ ہنگامہ ہے؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ مسلم دنیا جو انگڑائی لے رہی ہے اس سے مرعوب ہوکر سامراج (ہمہ نوع) اور اس کے لے پالک اسرائیل نے ملت کی بنیادوں کو منہدم کرنے اور فتنہ کی آگ بھڑکانے کی غرض سے اس کے لیے کسی کو آلہ کار بنایا ہو؟

ایران کے شاہ بھی اسی طبقہ کے فرد تھے اور سامراج کے ایک حصہ سے ان کا گہرا یارانہ تھا لیکن اسی سامراج نے اپنی خفیہ ایجنسی کے ذریعہ ایران میں تبدیلی کی حالت پیدا کرکے جناب خمینی کو پیرس کے عشرت کدوں میں پروان چڑھایا اور جب ایران جل بھن کر راکھ ہوچکا تو انہیں تاج شاہی پہنا کر ایران پہنچا دیا۔ جلا ہوا اور خس وخاشاک کی شکل اختیار کیا ہوا ایران خمینی صاحب کو ملا پھر بھی انہوں نے سکون کا سانس نہ لیا اور جنگ کا الاؤ بھڑکا کر ایرانی قوم کے ساتھ مرے کو مارے شاہ مدار کا ہی سلوک نہ کیا بلکہ پوری مسلم دنیا پر شب خون مارنے کی ٹھان لی شام جہاں شیعی اقتدار ہے اور لیبیا جہاں مخصوص ذہن کا مالک ایک شخص مقتدر ہے، ان سے ان کے مخصوص یارانے اور قرضوں کی واپسی کے عنوان سے اسرائیل سے اسلحہ کا حصول قدس وکعبہ کی کفر وظلم سے آزادی، بقیع کے قبوں کی تعمیر کے جذباتی عنوان سے مدینہ طیبہ پر قبضہ کی خواہشات، ہر سال حجاز مقدس میں حج کے مبارک موقعہ پر ہنگامہ وفساد اور ہر امکانی صورت کو رد کرکے جنگ کی مصیبت کو قائم رکھنا، ذرا ان بکھری کڑیوں کو دیکھیں اور یہاں کے شیعہ حضرات کی اچھل کود پر نظر ڈالیں تو حیرت ہوگی؟ اور حقائق ہاتھ باندھے سامنے آکھڑے ہوں گے۔

پاک فوج کے ایک سابق سربراہ جن کا قبیلہ ہزارہ کوئٹے میں سب سے زیادہ ملوث ہے ان کا سالہا سال کی خاموشی کے بعد ایک دم سامنے آنکلنا اور کل پھر اسلام آباد میں مرکزی وزیر عدل وقانون سے ناکام مذاکرات اس کے بعد احتجاجی پروگرام الٹا اور نئے نئے مطالبے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کو کافی ہیں — حکمران سوچیں، علماء غور کریں۔ برادران اہلسنت آنکھیں کھولیں۔

۳ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

۲۲ رجولائی ۱۹۸۵ء